

جگر لخت لخت

آج قسم قسم کے اسلام سوز، ایمان سوز، اخلاق سوز، انسانیت سوز فتنے ابھر رہے ہیں، مادیتवाद، قوم پرستی، نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھیں ملانے کے لئے تیار ہے۔ آج مسلمہ کذاب نئے نئے روپ میں آ رہا ہے۔ اور نبوت محمدیہ کو چیلنج کر رہا ہے۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمایہ پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ آپ کے قلعہ میں شکاف پیدا کئے جا رہے ہیں۔ آپ کے دارالسلطنت پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ اگر آج امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ پورے تو میں یقین کرتا ہوں کہ شاید وہ فقہ کی تدوین بھی تھوڑی دیر کے لئے روک دیتے۔ اور اس مسئلہ کی طرف توجہ کرتے۔ تم خوش قسمت ہو، کہ فقہ حنفی، فقہ شافعی کی تدوین کی سعادت تمہارے لئے مقدر نہیں ہے۔ اللہ کی حکمت بالغہ اور اس کی قدرت کاملہ نے اس کے لئے پہلے ہی انتظام کر دیا۔ اور امت کو امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ جیسے آئمہ عطا کئے۔ جبکہ ایک لمحہ اور ایک منٹ کی تاخیر کی گنجائش نہیں تھی۔ تم خوش قسمت ہو، خدا کی رحمت سے یابوس نہ ہو۔ آج تمہارے لئے کام کے دوسرے میدان ہیں۔ آج تمہارے لئے الحاد سے پنجہ آزمائی کا موقع ہے، تمہارے لئے دہریت، مادیت سے آنکھ ملانے کا موقع ہے۔ یقین مانو کہ اس سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کی روح ہی نہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوگی۔ آج کب سے یہ صدائیں لگ رہی ہیں کہ۔

گوئے توفیق و سعادت در میان انگنہ اند کس بہ میدان در نمی آید سواراں را چہ شد

آج عالم اسلام کی نگاہیں ان درگاہوں کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ جو ان باتوں کی سمجھنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتی ہیں جن کے بانیوں نے اپنے نصاب و نظام میں اسکی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جب عہدِ حاضر کا کوئی نیا فتنہ پیدا ہو۔ تو ہمارے نصلاً اس کو سمجھ سکیں۔ اور اس کا

مقابلہ کر سکیں۔ (مولانا ابوالحسن علی ندوی - ندوۃ العلماء میں خطاب) - (تعبیر حیات مکھنڈ)



نیشنل ہیئرلڈ، ۱۷ جولائی میں خودکشی کے موضوع پر ایک کتاب کے تبصرہ کے ذیل میں اعداد و ذیل بھی شائع ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں غیر کمیونسٹ یورپ میں ۵۰ لاکھ بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے تقریباً ۲۰ لاکھ ۲۰ ہزار نا جانز تھے۔ امریکی کابجوں کے ایک جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ طلبہ و طالبات کی تعداد ۱۳۶۴ میں سے تقریباً ۲/۳ کو جنسی تجربے ہائی سکول ہی کے درجوں میں حاصل ہو چکے تھے۔ انگلستان میں بن بیامی ماڈل کی تعداد کل ماڈل کی ۲۵ فیصدی ہے۔ فن لینڈ میں خودکشی کے واقعات ہر لاکھ ۲۱۷۹ ہوتے ہیں۔ اور تبصرہ نگار کو کتاب کے حوالے سے لکھنا پڑا ہے کہ مغربی ملکوں میں زنا بالجبر کے واقعات اور اسی سے ملے ہوئے جرموں کی کثرت۔ اور نا جانز و لادلوں اور بن بیامی ماڈل کی کثرت تناسبہ دیکھ کر انسان حیرت سے بہوت رہ جاتا ہے۔ حالانکہ جب حالات اور محرکات جب خود ایسے جمع ہیں جو خانگی سکون کو قدم قدم پر غارت کرنے والے ہوں۔ اور معاشرہ خود انہیں پسند کئے اور رواج دئے ہو۔ اور قید نکاح کو تمام تر بے وقعت بنا دینے والے ہوں۔ اور انسان کو محض ایک جنسی جانور کی سطح پر لے آئے ہوں۔ تو اوپر کے درج کئے ہوئے نتیجوں میں سے کسی نتیجہ پر بھی حیرت کرنا خود موجب حیرت ہے۔ (عبداللہ دریا باری صدق جہید)



انگریزوں میں کردار نہیں رہا۔ ان سے دامن بچاؤ۔ یہ اعلان نیو یارک کے اخبار ڈیلی نیوز میں ایک امریکی خاتون نے شائع کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ میں یورپ کے دورے کے بعد تمام امریکی خواتین کو متنبہ کرنا چاہتی ہوں کہ انگلستان سے جس قدر دامن بچاؤ بچاؤ۔ فرانس اور جرمنی اور اطالیہ کے لوگ بہت عمدہ ہیں۔ لیکن انگلستان کے لوگ، خدا کی پناہ ان کا کردار سخت ہولناک ہے۔ یہ قوم جو کسی زمانے میں عظیم تھی۔ اب اس کی ساری توانائیاں، جنسیات اور تمار بازی کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہے۔ انگریزوں میں نہ کوئی اخلاق باقی ہے نہ کردار۔ ہاں! برطانیہ پر زوال آچکا، مدت ہوئی اسکی عظمت کا آفتاب غروب ہو چکا۔ اس کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ ویسے بھی اس کے جزییرے میں سورج کہاں طلوع ہوتا ہے۔ وہ تیسرے درجے کا ملک ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے معاشرے کی حالت ابتر ہے۔ جو ملک تمار بازی کا مرکز بن کر رہ جائے۔ اس کو اپنی آمدنی کا ذریعہ تصور کرنے لگے۔ جو قوم اپنے فہم خاںوں اور عصمت فروشی کے اڈوں کی ڈانر کٹری شائع کرے۔ اور عیاشی کو یوں فروغ

دے، جسکی زندگی میں وہ یہ عزت و ناموس سے زیادہ عزیز ہو کر رہ جائے۔ اس سے پھر کسی اچھائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ لیکن ہمیں تو اس امر کی قانون کے بیان پر وہ مثل یاد آگئی، جو مشرق کی عورتوں میں رائج ہے۔ کہ بچپنی منہ آئے سوپ کے جس میں بہتر چھید۔ خود امریکہ کا حال کیا ہے۔ انگلستان کا مشہور فلسفی ملٹن آرنلڈ ٹوئن بی اگر اپنے ملک کی اخلاقی تباہی کا ماتم کر رہا ہے۔ تو خود امریکہ کے مشہور ماہر جنسیات ڈاکٹر ایڈوین۔ ڈبلیو ہرش نے بھی اپنے ملک کی حالت زار پر کچھ کم آنسو نہیں بہائے ہیں۔ دونوں کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ مغربی تہذیب کا اگر یہی عالم رہا تو اس کا حشر وہی ہوگا۔ جو روما کا ہو چکا ہے۔ اخلاق و کردار کی خرابیاں ہی قوموں کو عظمت بخشی ہیں۔ اور اخلاق و کردار کی خرابیاں ہی قوموں کو تعزالت میں پہنچا دیتی ہیں، تباہ کر دیتی ہیں۔ یہی قانونِ فطرت ہے۔ زندہ قوموں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے بڑا سبق جو ہر معاملے میں اہل مغرب کو اپنا امام تصور کرتے ہیں۔ (ترتیب لڑائی)



مغربی کا بچہ انڈے کے مضبوط خول کے اندر پرورش پاتا ہے۔ اور اس کے ٹوٹنے سے باہر آتا ہے۔ یہ واقعہ کیونکر ہوتا ہے۔ کہ خول ٹوٹے اور بچہ جو گوشت کے لوتھرے سے زیادہ نہیں ہوتا وہ باہر نکل آئے۔ پہلے کا انسان اس کا جواب یہ دیتا تھا کہ "خدا ایسا کرتا ہے" مگر اب خود مبنی مشاہدہ کے بعد معلوم ہوا کہ جب ۲۱ روز کی مدت پوری ہونے والی ہوتی ہے۔ اس وقت ننھے بچے کی چونچ پر ایک نہایت چھوٹی سی سخت سینک ظاہر ہوتی ہے۔ اسکی مدد سے وہ اپنے خول کو توڑ کر باہر آتا ہے۔ سینک اپنا کام پورا کر کے بچے کی پیدائش کے چند دن بعد خود بخود بھڑ جاتی ہے۔ مخالفین مذہب کے نظریے کے مطابق یہ مشاہدہ اس پرانے خیال کو غلط ثابت کر دیتا ہے۔ کہ بچہ کو باہر نکالنے والا خدا ہے۔ کیونکہ خود زمین کی آنکھ ہم کو صاف طور پر دکھا رہی ہے۔ کہ ۲۱ روزہ قانون ہے جس کے تحت وہ صورتیں پیدا ہوتی رہیں۔ جو بچہ کو خول سے باہر لاتی ہیں۔ مگر یہ مغالطہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ جدید مشاہدہ نے جو کچھ ہمیں بتایا ہے۔ وہ صرف واقعہ کی چند مزید کڑیاں ہیں۔ اس نے واقعہ کا اہل سبب نہیں بتایا۔ اس مشاہدہ کے بعد صورت حال میں جو فرق ہوا ہے۔ وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کہ پہلے جو سوال خول کے ٹوٹنے کے بارے میں تھا۔ وہ "سینک" کے اوپر جا کر ٹھہر گیا۔ بچہ کا اپنی سینک سے خول کو توڑنا واقعہ کی صرف ایک درمیانی کڑی ہے۔ وہ واقعہ کا سبب نہیں ہے۔ واقعہ کا سبب تو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم جان لیں کہ بچہ کی چونچ پر سینک کیسے ظاہر ہوتی۔ دوسرے لفظوں میں اس آخری سبب کا پتہ لگالیں۔ جو بچہ کی اس ضرورت سے واقف تھا۔ کہ اسے خول سے

باہر نکلنے کے لئے سخت مددگار کی ضرورت ہے۔ اور اس نے مادہ کو مجبور کیا کہ عین وقت پر ٹھیک ۲۱ روز بعد وہ بچہ کی چونچ بڑا یک ایسی سیٹنگ کی شکل میں نمودار ہو جو اپنا کام پورا کرنے کے بعد بھڑ جائے۔ گویا پہلے یہ سوال تھا کہ خزل کیسے ٹوٹتا ہے۔ اور اب یہ سوال ہو گیا۔ کہ سیٹنگ کیسے بنتی ہے؟ ظاہر ہے کہ دونوں حالتوں میں کوئی نوعی فرق نہیں۔ اس کو زیادہ سے زیادہ حقیقت کا وسیع تر مشاہدہ کہہ سکتے ہیں۔ حقیقت کی توجیہ کا نام نہیں دے سکتے۔

(وحید الدین خان صاحب - ہم جدید کالجیغ)



آخر اس مروجہ دنیوی تعلیم کا مقصد تو یہی ہے۔ تاکہ پیٹ کی پرورش ہو سکے اور حکومت کا دفتری نظام چل سکے۔ لیکن جس کثرت سے لڑکوں اور لڑکیوں کی عصری تعلیم کا بیضہ ملک میں پھیل رہا ہے۔ کیا اسکی نسبت سے سرکاری عہدے اور منصب اتنے ہیں کہ سب کو جگہ دی جاسکے۔ پھر اس تعلیم کی اتنی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی جتنی علوم دینیہ اور علماء دین کی کی جاتی ہے۔ درحقیقت مسئلہ صرف دینی علماء و طلبہ کی معاش کا نہیں ہے۔ بلکہ دنیوی علوم کے فارغ التحصیل طلبہ کی معاش کا مسئلہ اس سے بدبجھا مشکل ہے۔ ایسی صورت میں بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ جو افراد اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے دین کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اور امت محمدیہ کے لئے راہ سعادت و نجات کو محفوظ کر رہے ہیں۔ ان کو تو بیکار اور عضو معطل سمجھا جا رہا ہے۔ اور جن افراد کا معاشرہ میں صرف یہی مقام ہے۔ کہ اپنے پیٹ بھرنے کی فکر کریں۔ اور حکومت کی مشینری کو چلائیں ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ فیا للعجب دیا لاسف۔ (مولانا یوسف بنوری۔ بیانات کراچی)

سیرت النور

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی سوانح عمری

اس مختصر اور جامع کتاب میں علامۃ العصر غفر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کی شہرہ آفاق شخصیت، ان کے وسیع علوم، تقویٰ و طہارت، صحابہ کی سی بے لوث زندگی اور اس دورِ آخر میں ان کے فروع کالات، ان کے شاگردوں اور خدمتِ حدیث کے مختلف پھلوں کو مصنف نے بڑی چابکدستی اور خوبصورتی کے ساتھ نمایاں کیا ہے۔ کتاب کی قیمت دو روپے، رجسٹرڈ پکیٹ کا محمول ایک روپیہ پچاس پیسے۔ کل تین روپیہ پچاس پیسے جناب میجر صاحب رسالہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کو بھیج کر رسید ہمیں بھیج دیں۔ کتاب آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ: ۱۔ معتمد ادارہ اسلامیہ دہلی - ضلع سہارنپور (بھارت)